جلد ۵۳/۱۸ | ۱۱ وفا ۱۳۴۳ہش ۲۸ صفر ۱۳۸۴ھ ۱۱ جولائی ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۶۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

- محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب -

ربوہ ۹ جولائی بوقت ۷½ بجے صبح

کل شام کے وقت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو بے چینی کی تکلیف ہو گئی رات نیند دیر سے آئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔

کل حضور نے مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی مبلغ نائیجیریا کو جو چودہ سال کے بعد ربوہ تشریف لائے ہیں شرف ملاقات بخشا۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مقدسوں سے بڑے اور افضل ہیں

آپ کی عظیم الشان تاثیریں ظاہر ہوئیں اور آپ کی متابعت سے بڑے بڑے اولیاء ہر زمانہ میں ہوتے رہے

"خدا تعالےٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پا کر اس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے مگر سب سے بڑے ان میں سے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیاء ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے۔ سو وہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (ست بچن صہ ۶۶-۶۷)

احمدیوں نے علیحدہ محضر مسلم لیگ کی درخواست اور اس کے مشورہ سے پیش کیا تھا

اس کا مقصد غیر مسلموں کے پراپیگنڈا کو بے اثر بنا کر مسلم لیگ کے کیس کو تقویت پہنچانا تھا

"پاکستان ٹائمز" کے ایڈیٹر کے نام چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب کے مکتوب

پاکستان ٹائمز لاہور کی ۲۲، ۲۳، ۲۴ جون ۱۹۶۴ء کی اشاعتوں میں پاکستان کے سابق چیف جسٹس محترم جناب محمد منیر صاحب کا ایک مضمون Remember ways to (یادگار ایام) کے زیر عنوان تین اقساط میں شائع ہوا تھا جس میں آپ نے باؤنڈری کمیشن اور اس کی کارگزاری سے متعلق بعض واقعات پر روشنی ڈالی تھی۔ اس میں بعض باتیں جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے تھا تصحیح اور وضاحت طلب تھیں۔ مثلاً اس میں بیان کیا گیا تھا کہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مسلم لیگ اور جماعت احمدیہ دونوں کی طرف سے باؤنڈری کمیشن میں پیش ہوئے تھے جو درست نہیں کیونکہ چوہدری صاحب موصوف صرف اور صرف مسلم لیگ کی طرف سے پیش ہوئے تھے۔ پھر اس میں صاحب مضمون نے یہ بھی لکھا تھا کہ وہ یہ کبھی نہ سمجھ سکے کہ احمدیوں نے علیحدہ محضر پیش کرنا کیوں ضروری خیال کیا۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد اول الذکر بات کی تصحیح اور دوسری بات کی وضاحت کے طور پر مورخہ ۷ جولائی ۱۹۶۴ء کے پاکستان ٹائمز میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے خطوط شائع ہوئے ہیں۔ چونکہ اس مضمون سے (جس کا ترجمہ بعد ازاں نوائے وقت میں بھی شائع ہوا) غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس لئے ان ہر دو اہم وضاحتی خطوط کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا مکتوب

جناب عالی!

میں نے ابھی ابھی اپنے محترم دوست سابق چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر محمد منیر (جو ۱۹۴۷ء کے باؤنڈری کمیشن کے رکن تھے) کا وہ نہایت ہی قیمتی مضمون بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا ہے۔ جو پاکستان ٹائمز کی ۲۲-۲۳ اور ۲۴ جون کی اشاعتوں میں تین اقساط میں شائع ہوا ہے۔

مضمون کے پہلے صفحہ کے تیسرے کالم میں ایک بات ایسی ہے جو پورے طور پر درست نہیں ہے۔ اور چونکہ اس میں میرا بھی ذکر آتا ہے۔ اس لئے میں یہ تصحیح اس درخواست کے ساتھ بھیج رہا ہوں کہ آپ براہ مہربانی اسے اس طور پر شائع کرنے کا اہتمام فرمائیں کہ متعلقہ نکتہ کے بارہ میں اگر آپ کے قارئین کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو تو وہ اس سے دور ہو جائے۔ اگر مجھے مسٹر محمد منیر کے صحیح ایڈریس کا علم ہوتا تو میں احترام کے ساتھ براہ راست ان کی خدمت میں بھی یہ تصحیح ارسال کرتا۔

ان وکلاء کے نام درج کرتے ہوئے جو مختلف مفادات کی نمائندگی کی غرض سے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش ہوئے تھے میرے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ میں مسلم لیگ اور احمدیوں کی طرف سے پیش ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے صرف مسلم لیگ کی طرف سے ہدایات دی گئی تھیں، اور میں مسلم لیگ کی طرف سے ہی پیش ہوا تھا۔ نہ تو احمدیوں نے بطور وکیل میری خدمات حاصل کیں، اور نہ ان کی طرف سے مجھے ہدایات دی گئیں۔ نہ میں نے

(باقی دیکھیں صہ ۸ پر)

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب آج شام ربوہ پہنچ رہے ہیں

ربوہ — مبلغ گیمبیا (مغربی افریقہ) آج مورخہ ۹ جولائی بروز جمعرات شام کو جناب ایکسپریس سے ربوہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ مقامی احباب وقت مقررہ پر اسٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائی کے استقبال میں شریک ہوں۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف تین سال کے بعد واپس تشریف لا رہے ہیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۰ رجولائی ۶۴ء

مسٹر منیر کے بیان پر تبصرہ

مسٹر منیر سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان نے "یاد رہنے والے ایام" کے زیر عنوان ایک مضمون انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز میں شائع کرایا ہے اس میں آپ نے احمدیوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ نوائے وقت میں بھی شائع ہوا ہے۔ احمدیوں کے متعلق مسٹر منیر نے دو جگہ ذکر کیا ہے ایک جگہ تو آپ نے صرف یہ بتایا ہے کہ احمدیوں نے جو الگ میمورنڈم حد بندی کمشن میں دیا تھا اس کو چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے پیش کیا تھا جس کی تردید ہو چکی ہے۔ مسٹر منیر لکھتے ہیں:۔

"چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اپنے دلائل دلی جذبہ اور زور دار طریقے سے پیش کئے۔ ان کے دلائل میں قوت اور باریک بینی تھی۔ ایسی کارروائیوں میں مزاح کا کوئی محل نہیں تھا مگر میرے خیال میں غیر مسلموں کو بھی اس لطیفہ نے محظوظ کیا کہ جب سردار ہرنام سنگھ نے کہا کہ سکھ زمین کے فرزند اور اس خاک میں ان کی جڑیں پیوست ہیں۔ مگر مسلمان صرف لکڑہارے۔ سقے۔ جلاہے۔ میراثی۔ قلی۔ زرعی اور کارخانوں کے مزدور لوہار ترکھان وغیرہ ہیں تو اس کے جواب میں چوہدری ظفر اللہ خان نے ایک مصور کتاب کے حوالے سے بعض لڑکھڑا دینے والے اعداد و شمار پیش کئے کہ ہندوؤں میں سنتوں کی کتنی تعداد ہے۔ ناگوں اور سادھوں کی کتنی جن کا کسی منذر میں بھی جڑ پیوست نہیں اور جو تمام ہندوستان میں مادرزاد عریانی کے لباس میں خاک رمائے آوارہ گردی کرتے رہتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں لوگ ان کی پوجا کرتے ہیں۔

آخر میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس تفصیل کا اعتراض مسٹر منیر کو احمدیوں پر ہے۔ کیا کانگرس بطور خود اس تفصیل سے غافل رہی تھی۔ اس نے یہ تفصیل نہ دی ہو گی۔ الغرض مسٹر منیر کو احمدیوں کے میمورنڈم پر ناحق افسوس ہے۔

دوسری جگہ احمدیوں کے متعلق مسٹر منیر نے جو کچھ کہا ہے نوائے وقت کے ترجمہ سے یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

"اس ضمن میں میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا؟ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آ سکتی تھی۔ شائد وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے گورداسپور کے مختلف حصوں کے لئے حقائق اور اعداد و شمار پیش کئے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھیں اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اس دعوے کے لئے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اجھ اور نالہ بھیں کا درمیانی علاقہ بھارت کے حصہ میں آیا تو نالہ بھیں اور نالہ بسنتر کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آ جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے (پاکستان کے) حصہ میں آ گیا ہے۔ لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں کے اس موقف نے ہمارے لئے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔"

(نوائے وقت ۶/۷/۶۴ صہ ۳)

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بھی مسٹر منیر کی یادداشت نے دھوکا دیا ہے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت کے صدر ہونے کی حیثیت میں آپ فرما چکے ہیں کہ

"احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں نے جنہیں قائد اعظم نے اس کمشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے۔ لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا اس بہادرانہ جد و جہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خاں نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلے سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت (اردو) صہ ۲۰۹)

مسٹر منیر کو اس بات کا یقیناً علم ہونا چاہیئے کہ احراری اور مودودی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت بیان کرتے تھے اور کانگرس اس سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتی تھی کہ اگر احمدی غیر مسلم قرار دئے جائیں تو ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے گی اس امکان کو رفع کرنے کے لئے احمدیوں نے مسلم لیگیوں کے مشورہ سے الگ میمورنڈم پیش کیا تھا۔ ہمارے سامنے اس وقت اصل میمورنڈم نہیں ہے تاہم اگر مسٹر منیر کی بات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی یہ توجیہہ ہو سکتی کہ احمدیوں نے اپنے میمورنڈم میں ہندو مسلم آبادی کی نسبتوں کے متعلق مختلف علاقوں کی جو تفصیل پیش کی تھی وہ محض اس لئے پیش کی ہو گی کہ اگر ضلع اور تحصیلیں بھی تقسیم کی گئیں جیسا کہ لارڈ ماونٹ بیٹن کے تقسیم کے بعد پریس کانفرنس کے بیان سے اغلب نظر آتا تھا تو پاکستان کے وہ علاقے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے پاکستان میں شامل کئے جائیں۔ اگر اس کا لحاظ رکھا جاتا تو ضلع امرتسر۔ ضلع فیروزپور اور ضلع گورداسپور کا بھی ایک بہت بڑا علاقہ پاکستان میں شامل ہو جاتا۔ اس صورت میں اگر غیر مسلم کا اکثریت کا تھوڑا سا علاقہ بھارت میں چلا بھی جاتا تو پاکستان کو فائدہ ہی ہوتا۔ مگر جیسا کہ مسٹر منیر نے واضح کیا ہے تقسیم کسی قاعدہ کے مطابق ہوئی ہی نہ تھی بلکہ اٹکل پچو کر دی گئی تھی اور کانگرس کے زیر اثر کی گئی تھی ایسی صورت میں پاکستان کو جو نقصان ہوا سو ہوا۔ اس کی ذمہ داری کسی پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ احمدیوں کے ذکر سے پہلے خود مسٹر منیر نے لکھا ہے:۔

"اب ضلع گورداسپور کی طرف آئیے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹھانکوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا مزید براں مسلم اکثریت کی تحصیل شکرگڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی؟"

(نوائے وقت ۶/۷/۶۴ صہ ۳)

یہی بات تھی جس پر احمدیوں نے زور دینا چاہا تھا۔ افسوس ہے کہ احمدیوں کے ذکر میں مسٹر منیر چوک گئے ہیں۔

اگرچہ مسٹر منیر نے جو کچھ احمدیوں کے متعلق کہا ہے نیک نیتی سے کہا ہے اور اس سے احمدیوں پر کوئی زد نہیں پڑتی تاہم آپ نے اس کو اس انداز سے کہا ہے کہ احراری اور مودودی آپ کے ان الفاظ سے تنکے کا سہارا لے سکتے اور اشتعال انگیزی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ "ایشیا" نے جو سابقہ جماعتِ اسلامی کا ترجمان ہے مسٹر منیر کے اس حصہ بیان کا غلط سلط ترجمہ کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اور جیسا کہ مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا ہے یہ لوگ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نہیں دیکھ سکتے مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا جھٹ دیکھ لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی تنکا نہ بھی ہو تو خود بنا لیتے ہیں۔

خود مسٹر منیر کے بیان سے واضح ہے کہ احمدی پاکستان کو تقویت دینا چاہتے تھے اگر مسٹر منیر غلطی سے یا بجا طور پر احمدیوں کی کسی تفصیل سے خود مطمئن نہیں ہیں تو جیسا کہ ہم نے اوپر واضح کیا ہے اس سے احمدیوں کی کسی غلطی کی نشاندہی نہیں ہو گی۔ کیونکہ اگر فیصلہ نیک نیتی سے اس طرح کیا جاتا کہ تمام وہ علاقے جہاں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے پاکستان میں شامل ہوتے اور تمام وہ علاقے جہاں جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے بھارت میں شامل ہوتے تو یقیناً اس سے پاکستان کو فائدہ ہی ہوتا۔ خود مسٹر منیر کے بیان سے بھی یہی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ آپ کو تقسیم پر بنیادی اعتراض ہی یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے بہت سے علاقے زبردستی پاکستان کی بجائے بھارت کو دیدئے گئے۔ لہذا اگر بقول مسٹر منیر یہ صحیح بھی مان لیا جائے کہ احمدیوں نے کسی علاقہ میں غیر مسلموں کی اکثریت کا ذکر کیا تھا اور فی الواقعہ ایسا ہی تھا تو معلوم نہیں مسٹر منیر کو اس پر کیا جائے اعتراض ہے جبکہ انہوں نے مسلم اکثریت کے علاقوں کی بھی تفصیل دی تھی۔ ہم شروع میں بتا چکے ہیں کہ احمدیوں نے بے شک مسلم لیگ کو تقویت دینے کے لئے اپنا میمورنڈم دیا تھا اور اس کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جس کو مسٹر منیر بھول گئے ہیں۔ مگر بطور فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے صدر ہونے کے مسٹر منیر سے زیادہ اس حقیقت سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ فسادات مذکور جن مطالبات کی بنا پر مچائے گئے تھے ان میں سے اہم ترین مطالبہ یہی تھا کہ احمدیوں کو خدانخواستہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اس لئے حیرانی ہے کہ مسٹر منیر جیسا دانشمند و واقف کار شخص یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ وہ سمجھ نہیں سکا کہ احمدیوں نے الگ میمورنڈم کیوں دیا تھا؟ یہ فی الحقیقت ایک معمہ ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکا۔ ہم یہ ہرگز مان نہیں سکتے کہ آپ گندی سیاست سے اپنی ذات کو آلودہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک معمہ ضرور ہے کیونکہ مسٹر منیر کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ احمدیوں نے جو میمورنڈم یقیناً مسلم لیگیوں کے مشورہ سے دیا تھا اس کی حقیقی وجوہات کیا ہو سکتی تھیں۔

مسئلہ تثلیث ــــــــ موجودہ مسیحیت کی رگِ حیات

مکرم سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

قسط نمبر ۴

ایریوس کی تبولیت

ایریوس نے یہ دعوت اہلِ کلیسا کو کچھ ایسے موثر رنگ میں دی کہ بہت جلد علماء و حکماء اور مسیحی زعماء کی ایک بڑی تعداد اس کے حلقۂ امارت میں آگئی۔

- وہ ایک قادر الکلام خطیب تھا اور نہایت اعلیٰ خطیبانہ انداز میں اپنا نظریہ پیش کرتا تھا۔

- وہ مسیحیت میں اخلاص رکھتا تھا اور کلیسا کی خدمت بہت محنت و بے غرضی سے کرتا تھا۔ اس لئے لوگ اسے قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

- وہ ایک دراز قد، وجیہہ صورت اور مہذب و شائستہ آدمی تھا۔ لوگ اس کی باتوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتے تھے۔

اسکندریہ کے اس شخص نے پہلے ادب و احترام سے اپنے ہم پیشہ افسروں اور دوستوں کو اس مسئلہ پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ مگر اس طرف سے بدکلامی غرور و نخوت اور اعراض و سرکشی کے علاوہ اور کوئی بات ظہور میں نہیں آئی اس لئے وہ انہیں چھوڑ کر مسیحی عوام کے سامنے آیا۔ اور ان کے روبرو اپنے پاکیزہ خیالات پیش کئے لوگ آہستہ آہستہ ان کے خیالات سے متاثر ہونے لگے۔ "بطریق اسکندریہ" کو جب ان تقریروں کی رپورٹ موصول ہوئی۔ تو پہلے اس نے اپنی شان بطریقی سے کام نکالنا چاہا۔ ایریوس کو اپنے پاس بلایا اور سمجھایا مگر ایریوس پر اس کا دباؤ نہ چل سکا۔ اور وہ اسکندروس کے سلوک و برتاؤ سے بہت آزردہ خاطر ہو کر اٹھا۔ اور اب زیادہ شدت کے ساتھ تثلیث کے خلاف وعظ و نصیحت کرنے لگا۔

اسکندروس نے جب یہ سماں دیکھا تو اس کو عوام کی ہدایت و ضلالت سے زیادہ اپنے تختِ بطریقی کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اور اب اس نے ایریوس کو ایک فتنۂ مجسم بنا کر پیش کیا۔

اثاناسیوس

خود اسکندروس میں تو یہ قابلیت و جرأت نہیں تھی کہ وہ ایریوس کے مد مقابل آتا۔ اس لئے وہ اس مہذب و شائستہ انسان کے سامنے ایک ایسے شخص کو لے آیا۔ جو نہایت بدزبان تیز مزاج اور تند خو تھا۔ اور بچپن میں آوارہ گردی کیا کرتا تھا۔ یہ اسکندروس کا پروردہ تھا اس کو اسکندروس نے ایک مرتبہ کلیسا کے خلاف سوانگ بھرتے دیکھا تھا۔ اس لڑکے کی یہ ادا اس کو کچھ ایسی پسند آگئی۔ کہ فوراً اس کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ اور دینیات و الٰہیات کی تعلیم دینے لگا۔

اس لڑکے کا نام اثاناسیوس (ATHNNASIUS) تھا۔ پستہ قد کریہ المنظر اور درشت کلام آدمی تھا۔ اس کے طور و طریق میں ابھی تک بازاری رنگ پایا جاتا تھا۔ ایریوس جیسے وضعدار اور شائستہ آدمی کے لئے اثاناسیوس ایک فتنۂ روزگار تھا۔ اس شخص نے اب خدا کی وہ تعریف شروع کی جو غالباً پولوس رسول کو بھی معلوم نہیں تھی۔ یعنی خدا اور مسیح کو حقیقی طور پر پدر و فرزند بنا ڈالا۔

ایریوس کے سوالات

ظاہر ہے کہ یہ بات کسی موحد کے لئے کیسے قابل برداشت ہو سکتی تھی۔ "ایریوس" کے تذکرہ میں آتا ہے کہ وہ کلیسا کی یہ حالت دیکھ کر اکثر غمگین و فکرمند رہا کرتا تھا۔ اور عوام و خواص کو بہت دردمند و موثر الفاظ میں اس فتنے سے بچنے کی تلقین کرتا تھا۔ اس نے ان دنوں تثلیث کے حامیوں سے جو سوالات کئے وہ یہ تھے

"خدا اگر باپ ہے اور مسیح اس کا بیٹا۔ تو اس باپ اور بیٹے کے درمیان کیسی نسبت پائی جاتی ہے؟ فرزند ربانی عین ذات ربانی ہے؟ یا ان دونوں کے جوہر الگ الگ ہیں۔ پیدائش کے اعتبار سے باپ اور بیٹے کے درمیان تقدم و تاخر زمانی پایا جاتا ہے یا نہیں؟ اگر پیدائش کے اعتبار سے دونوں ہم زمان ہیں تو باپ اور بیٹے کا تصور کیسے ممکن ہے؟ اور اگر ذات ربانی جوہر اصل ہے اور مسیح اس کا فرع تو اس صورت میں مسیح کا وجود حادث مخلوق اور قابل تغیر ہوا یا نہیں؟

ایریوس کی شہرت

ایریوس کے یہ سوالات عقل اور منطق کے اعتبار سے کچھ ایسے ضروری اور موزوں تھے کہ بہت جلد تمام کلیساؤں اور مسیحی آبادیوں میں اس کا چرچا ہونے لگا اور ہر جگہ ذات ربانی اور فرزند ربانی کی بحث چھڑ گئی۔ نائسیا کے جرجیس نے اس کیفیت کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

"قسطنطنیہ کے ہر گوشے میں اسی بحث کا چرچا ہے۔ کوچے اور بازاروں میں صرافوں اور کباڑیوں کی دکانوں پر جہاں جائیے کوئی نہ کوئی بات اس مضمون کی سننے میں آتی ہے۔ اگر کسی سوداگر کی دکان میں کوئی چیز دیکھ کر آپ نے دام پوچھے ہیں تو دام بتانے سے پہلے دکاندار ایک تقریر مولود غیر مولود کی شروع کرتا ہے۔ اگر روٹی کی قیمت نانبائی سے پوچھی ہے تو کہتا ہے کہ بیٹا باپ کا تابع ہے۔ اگر گھر کے نوکر سے پوچھئے کہ نہانے کو پانی تیار ہے۔ تو جواب دیتا ہے کہ بیٹا نیست سے ہست ہوا ہے۔ کیتھولک فرقہ کہتا ہے کہ خدا کا اکلوتا بیٹا بزرگ ہے۔ ایریوسی جواب دیتے ہیں کہ جس کے ذریعہ مولود ہوا وہ اس سے بھی بزرگ ہے۔

یہ جرجیس نائسیا کا رہنے والا تھا جہاں مسیحیوں کی سب سے بڑی کونسل منعقد ہوئی تھی۔ اس نے اس زمانے کا خوب ہی نقشہ کھینچا ہے۔

ایریوس کی تبولیت

اگرچہ ایریوس ایک ایسا عقیدہ پیش کرتا تھا۔ جو اکثریتی فرقے کے عقیدے سے مختلف تھا لیکن وہ ہر مجلس میں صداقت اور زورِ استدلال کے ذریعہ غالب آجاتا تھا اکثر نیک طبیعت مسیحی اس کے ہم خیال ہو رہے تھے۔ "کینن برائٹ" اپنی کتاب "دور آباء کلیسا عتیق" میں لکھا ہے۔

"ایریوسی عقیدے نے کچھ کم طبیعتوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ عقل کے اعتبار سے جو پہلو اس نے اختیار کیا تھا وہ بہت مضبوط تھا اور اس سے ایک ایسے دین مسیحی کے پیدا ہونے کی خبر ملتی تھی جو فلسفیانہ اعتراضات سے بالکل محفوظ ہے لیکن کیتھولک اس بات پر مصر تھے کہ جو حقائق ذاتِ الٰہی سے تعلق رکھتے ہیں وہ خالص طور پر ایمانی معاملات ہیں اور ایمانی معاملات میں جس حد تک وحی و الہام اجازت دے اس سے تجاوز کرنا درست نہیں اور یہ کہ "ایریوس" نے جو پہلو اختیار وہ خود عقل کے رُو سے قابلِ اعتراض ہے۔ اس کے جواب میں کیتھولک نے 'ایریوسی کہتے تھے کہ ہمیشہ قواعد استدلال کی پیروی کرو۔ اور اس بات کو تسلیم کرو کہ خدا کی "ابوت" میں یہ خیال شامل ہے کہ باپ کا وجود بیٹے سے پہلے ہے جب یہ دونوں شکلیں موجود ہیں تو جو نتیجہ ان سے نکلتا ہو۔ اس کے نکالنے میں دریغ نہ کرو۔ ایک وہمی اور خیالی عقیدے کے بدلے ایسا عقیدہ اختیار کرو جس پر دلیل مضبوط ہو۔ کیتھولک اس کے جواب میں کہتے کہ کہ جہاں تک اسرارِ الٰہی سے بحث کا تعلق ہے وہاں تک انسانی منطق کا دائرہ بہت تنگ ہے اور وہ تعلق الٰہی جس کو "ابوت" کہتے ہیں وہ ایک عجوبہ شے ہے جس کی دوسری مثال کہیں موجود نہیں۔"

(قسطنطین جامعہ عثمانیہ صفحہ ۳۰)

ایریوس کا عقیدہ

اس حوالہ سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ایریوس تثلیث کے مقابل کونسا مثبت عقیدہ پیش کرتا تھا۔ وہ خدا کی ابوت اور مسیح کی بنوت" کو منطق کے صغرٰی و کبرٰی کی شکل دے کر یہ نتیجہ اخذ کرتا تھا کہ مسیح مخلوق متغیر اور حادث وجود ہے۔ اس کو ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر محض تشبیہ اور استعارہ کے رنگ میں۔ از روئے حقیقت مسیح خدا کا ایک بندہ ہے۔ اور دوسری مخلوق کی طرح وہ بھی حادث ہے۔

اثاناسیوس کا نظریہ

اس کے مقابل "اثاناسیوس" "وحدت جوہریت" کا نظریہ پیش کرتا تھا۔ یعنی یہ کہ

خدا اور مسیح دونوں اصل اور جوہر کے اعتبار سے ایک ہیں۔

اسکندروس جو ایریوس کا حریف تھا اور اتھاناسیوس جو خدا اور مسیح کے درمیان حقیقی باپ اور بیٹے جیسا تعلق ثابت کرنے میں لگا تھا۔ علم فضل اور استدلال میں ایریوس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ان سبھوں نے اس کے اعتراضات کا کوئی معقول جواب دینے کی بجائے اس کے خلاف تکفیر، اخراج اور مقاطعہ کی مہم چلائی۔

اسکندروس کی مخالفانہ سرگرمیاں

اسی غرض سے اسکندروس نے اپنے علاقہ کے اساقفہ کی ایک مجلس طلب کی۔ اس میں ایک سو اساقفہ شریک ہوئے۔ ایریوس بھی اپنے ساتھیوں سمیت اس مجلس میں شریک ہوا۔ مسئلہ تثلیث پر زوردار بحث ہوئی علم، دلائل اور عقل کے اعتبار سے اسکندروس [illegible] ایریوس کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتا تھا۔

دیوبندی اور بریلوی مناظرے کا نظارہ

اس مجلس میں جب اسکندروس اور دوسرے اسقف ایریوس کے استدلال سے عاجز آ گئے اور ان کے سامنے خاموشی فرار اور شکست کے سوا کوئی اور صورت نہیں رہی تو اتفاق سے وہاں وہی سماں پیدا ہو گیا جو ہندوپاک میں قدرت خداوندی کے موضوع پر دیوبندیوں اور بریلویوں کے مناظروں میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ جب ایک دیوبندی مناظر کہتا ہے کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔ تو ایک بریلوی فوراً سوال کر دیتا ہے کہ کیا تمہارے نزدیک خدا جھوٹ بولنے، شراب پینے اور زنا کرنے پر بھی قادر ہے؟ اس وقت دیوبندی مناظر کی جان عجب کشمکش میں ہوتی ہے۔ وہ ہاں کہتا ہے تو جذباتی سامعین کے ہاتھوں پٹتا ہے۔ اور اگر نہیں کہتا ہے تو مناظرے میں شکست کھاتا ہے۔ بالکل یہی صورت حال ایریوس کے ساتھ بھی اس مناظرے میں پیش آئی۔

ایریوس نے جب ایک سو اساقفہ کے روبرو نہایت اعلیٰ مناظرانہ انداز میں کہا کہ جناب یسوع مسیح جو ابن اللہ ہے اپنے جوہر اور اصل کے اعتبار سے حادث اور تابع تغیر ہے تو مجمع میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر مسیح تابع تغیر ہے تو کیا مسیح کی ذات میں ایسا تغیر بھی ممکن ہے جیسا شیطان کی ذات میں ہوا کہ وہ نیک سے بد بن گیا۔ ایریوس کی حالت اس وقت دیوبندی مولوی کی سی ہو گئی اور متعصب و کم ظرف سامعین نے اس کے خلاف تالیاں پیٹ دیں۔ اسکندروس جو ایسے ہی موقع کی تاک میں تھا فوراً ایریوس اور اس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور ان سبھوں کو کلیسیا سے خارج کر دیا۔

اسکندروس کا گشتی خط

اسکندروس نے اپنے زعم میں اس کارروائی کے ذریعہ ایریوس کی راہ میں سنگ گراں حائل کر دیا۔ مگر وہاں وہی بات ہوئی کہ سچائی اپنا راستہ خود ہموار کر لیتی ہے۔ اسکندروس کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اس کی ساری کارروائیاں بالکل بے اثر ثابت ہوئیں اور لوگ پہلے سے زیادہ ایریوس کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ تو اب اس نے اپنے علاقے کے تمام اسقفوں کو ایک گشتی خط کے ذریعہ تنبیہہ کی اور ایریوس سے الگ تھلگ رہنے کی تاکید کی۔ لیکن اسکندروس کا یہ تہدید آمیز خط بھی اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکا اور اب یہ دیکھ کر اسکندروس کا دم گھٹنے لگا کہ ایشیا خصوصاً ایشیائے کوچک اور یروشلم کے اسقف اسکے ہمدرد ہوتے جا رہے ہیں۔

اسکندروس کی دشنام طرازی

ادھر ایریوس اپنی اس کامیابی پر مغرور و فریب خوردہ ہونے کی بجائے اور بھی حلم و فروتنی سے کام لے رہا تھا۔ اس نے اس حالت میں بھی "اسکندروس" کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسکندروس جو کلیسیاؤں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے کسی طرح اپنے مفسدانہ طور و طریق سے باز آ جائے اس نے ایک خط بھی اپنے اس بطریق کے نام بھیجا جس کا مضمون نہایت شستہ اور زبان نہایت شائستہ تھی لیکن اس کے برعکس "اسکندروس" نے اسقف بزنطیہ کو جو خط لکھا اس میں ایریوس کو شیطان، کافر، حیلہ ساز، شعبدہ باز اور رہزن و قزاق قرار دیا۔ ایک جگہ اس کو یہود اکھی کہا جسنے شاگرد مسیح ہونے کے باوجود مسیح کو دغا دی پھر یہ فتویٰ صادر کرتا ہے کہ "ایریوسیوں" سے سلام و کلام سب حرام ہے۔

یہ تو اسکندروس کا کردار تھا۔ دوسری طرف ایریوس نہایت خاموشی و متانت کے ساتھ عوام و خواص کے دل میں گھر کر رہا تھا۔ تعلیم یافتہ طبقہ تو خیر اس کے صحت عقیدہ کا قائل تھا ہی لیکن چند ہی دنوں کے بعد "ایریوس" ایک عوامی راہنما بن گیا۔

ایریوس کی ایک عوامی نظم

اس نے مزدوروں اور محنت کش طبقے کے لئے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم اس طبقے میں خوب مقبول ہوئی۔ اس نظم میں ایریوس نے ایک عامیانہ وصف کے اندر اپنے عقائد کی تضمین کی تھی۔ فال نکالنے والے، چکیاں چلانے والے اور دوسرے محنت مزدوری کرنے والے بازاری دھن میں یہ نظم گانے لگے اور اب گلی گلی کوچے کوچے ایریوس کے عقیدے کا چرچا ہونے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ایریوس منطقی ہونے کے ساتھ ایک اچھا ماہر نفسیات بھی تھا اس نظم کے بعد سب ادنیٰ طبقے کے لوگ بھی اس کے حلقہ بگوش ہو گئے تو اب "اسکندروس" اور "اثاناسیوس" کے مقابل وہ لوگ آ گئے جو تمسخر و استہزاء کرنے والوں پر اسی کے ہتھیار سے وار کر سکتے تھے "ایریوس" کے تذکرے میں آتا ہے کہ اس کے عقیدتمندوں نے "اسکندروس" "اثاناسیوس" کی مٹی پلید کر دی۔ "اسکندروس" اور اس کا "نفس ناطقہ" اثاناسیوس اس صورت حال سے چراغ پا ہو گئے۔

لیکن دوسرا غم جو ان دونوں تثلیث پرستوں کو کھائے جا رہا تھا وہ یہ تھا کہ ایشیا کے بہت سے اساقفہ اس کے ہم خیال ہوتے جا رہے تھے ایشیائے کوچک کے پادری "یوسی بیوس نکومیڈی" (EUSEBIUS DE NICOMEDIA) نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ فلسطین کے اسقفوں نے اس کا اخراج و مقاطعہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور ایریسیوں کو چرچ میں اپنے طور پر عبادت کرنے کی عام اجازت دے دی۔ جنوبی قبائل کے بہت سے جنگجو و وحشی لوگ بھی ان کی حمایت پر تیار ہو گئے۔

اس طرح اب حالت یہ ہو گئی کہ دونوں طرف سے ہر طبقے کے لوگ میدان مقابلہ میں آ گئے اور قتل اور بدن خونریزی ہونے لگی۔

قسطنطین اعظم

یہ اس زمانے کی بات ہے جب عیسائیوں کا پہلا سرپرست بادشاہ قسطنطین اعظم زندہ تھا۔ ان دونوں مسیحی زعما کے اختلافات جب نازک صورت اختیار کر گئے تو ملک کے ارباب حل وعقد نے قسطنطین کو اس طرف متوجہ کیا۔ قسطنطین جو مسیحیوں میں اتحاد و یک جہتی کا بڑا خواہش مند تھا اور جو کچھ ہی دنوں پہلے افریقی چرچوں کے "دوناتسی" (DONATISTS) جھگڑوں کو حل کرنے میں ناکام ہو چکا تھا اب "اسکندروس" اور "ایریوس" کے معاملہ میں مداخلت کی۔ پہلے تو اس نے اس کو ایک ادنیٰ اور معمولی اختلاف سمجھا اور چاہا کہ ایک خط بھیج کر دونوں کے درمیان صلح کرا دی جائے چنانچہ اس نے قرطبہ کے اسقف کو اپنا ایلچی بنا کر اسکندریہ بھیجا لیکن وہاں مصالحت کی کوئی صورت نہیں تھی۔ دونوں اپنے اپنے عقیدے پر ڈٹے ہوئے تھے۔

کونسل آف نائیسیا

چند ہی دنوں میں قسطنطین کا ایلچی ناکام لوٹ آیا اور اس کو وہاں کی سنگین صورت حال سے مطلع کیا

تمام اساقفہ کی ایک مجلس طلب کی جائے۔ قسطنطین نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور فوراً ایشیا اور افریقہ اور یورپ کے اساقفہ کو لکھا کہ وہ ماہ جون ۳۲۵ء کو شہر نیقیہ (نائیسیا) میں جمع ہو جائیں اساقفہ نے یہ دعوت خوشی سے قبول کر لی اور موسم بہار میں وہ سیر و تفریح کا لطف اٹھاتے ہوئے شہر نائیسیا کی طرف روانہ ہوئے

یہ مجلس ۳۱۸ (تین سو اٹھارہ) کی مجلس کہلاتی ہے اس میں مغربی کلیساؤں کے تو چند ہی اساقفہ شامل ہوئے لیکن مصر و شام کے بشپوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو شریک نہ ہوا ہو۔

اس کلیسا کی عمومی مجالس میں یہ پہلی مجلس تھی اس کو باقی مجالس پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ قسطنطین کی نگرانی میں منعقد ہوئی اور اسی میں عیسائیوں کے عقائد رسوم اور عبادات کو معین شکلیں دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

اس مجلس کے ابتدائی اجلاس نائیسیا کے بڑے گرجا گھر میں ہوتے رہے لیکن جب اگلے ماہ قسطنطین بھی نیقیہ آ گیا تو اب یہ اجلاس شاہی محل میں ہونے لگے قسطنطین نے اس مجلس میں عیسائیوں کے ایک سرپرست کے طور پر شرکت کی

قسطنطین کی شرکت

قسطنطین کی موجودگی میں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ "ایریوس" جو مجلس کی نظر میں ملزم تھا سب سے پہلے اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ وہ جب ایک ایسے ملزم کے طور پر کھڑا ہوا جس کو اپنے فرد جرم کے خلاف صفائی پیش کرنی ہو تو اس نے قسطنطین یا مجلس کو خوش کرنے کے لئے ذو معنی یا گول مول بات نہیں کہی بلکہ اپنا دعویٰ نہایت صاف اور روشن الفاظ میں بیان کیا۔

"ایریوس" کی تقریر سنتے ہی ساری مجلس فوراً تین حصوں میں بٹ گئی۔ ایک فریق نے ایریوس کی پوری پوری تائید کی دوسرا فریق "ثانوی" تھا اس نے بڑے شد و مد سے ایریوس کی مخالفت کی اس وقت "اثاناسیوس" اس گروہ کی سربراہی کر رہا تھا تیسرا فریق ان دونوں کے بین بین تھا "یوسی بیوس آف نکومیڈیا" اس کا سرگروہ تھا۔

اس مجلس میں قسطنطین نے بھی تقریر کی اور اساقفہ کو متنبہ کیا کہ یہ روز روز کا جھگڑا اچھا نہیں اس لئے آج آپ سبھوں کو عیسوی مذہب کا کوئی ایسا خلاصہ یا عقیدے کا کوئی مسودہ تیار کرنا چاہئے جس پر سبھی اتفاق کر سکیں۔ قسطنطین کی اس تقریر کے بعد سب سے پہلے "ایریوسیوں" نے عقیدے کا ایک مسودہ پیش کیا وہ جب مجلس کے سامنے پڑھا گیا تو فریق مخالف نے اس کو بالکل بے اصل قرار دیا۔

اس کے بعد مسئلہ نبوت مسیح یعنی مسیح کے ابن اللہ ہونے کی حیثیت پر مباحثہ شروع ہوا ثانویوں کی طرف سے اس کے کئی اجزا پیش کئے گئے ایریوسی اپنا پہلو بچاتے ہوئے ہر بات کی تائید کرتے گئے معلوم ہوتا ہے کہ ایریوسیوں نے اس مجلس میں مصالحانہ رویہ اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا تھا ان کی صلح پسندی دیکھئے کہ جب اثاناسیوس نے یہ کہا کہ "بیٹا اصلی خدا ہے" تو ایریوسیوں نے اس کی نفی کرنے کی بجائے یہ جواب دیا کہ ہاں بشرطیکہ وہ ایسا مصنوع ہوا ہو۔

(باقی)

احمدیہ مسلم مشن سبا (ملائیشیا) کی تبلیغی سرگرمیاں

معززین سے ملاقاتیں ۔ اہم تقاریب میں شرکت ۔ لٹریچر کی وسیع اشاعت

از مکرم بشارت احمد صاحب امروہی بتوسط وکالت تبشیر

عرصہ زیر رپورٹ میں خلافت احمدیہ کی اہمیت کو خطبات اور جماعتوں میں تقاریر کے ذریعے واضح کرنے کا موقع ملا۔

نماز عید

عید کی نماز لابوان کی جماعت میں ادا کی جا سکی۔ اس موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے عید کی فلاسفی اور مسلمانوں اور بالخصوص احمدیوں کی ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا۔

تبلیغ

۱۔ بذریعہ ملاقات:۔ عوام کے علاوہ مختلف مقامات سے آنے والے تاجر۔ سیاح اور دیگر کاروباری احباب سے تعارف حاصل کر کے مذہبی امور پر تبادلہ خیالات کا موقعہ پیدا کیا گیا۔ چنانچہ ہانگ کانگ سے آئے ہوئے ایک معزز کاروباری صاحب سے کئی روز تک اسلام اور احمدیت پر گفتگو رہی۔ اسی طرح سنگاپور سے آئے ہوئے ایک چینی فوجی ریٹائرڈ دوست سے۔ عیسائیت اور اس کے مخصوص عقائد پر تبادلہ خیالات ہوا۔ بالآخر انہوں نے تسلیم کیا کہ فی الواقعہ عیسائیت ایک سیاسی دین ہو کر رہ گیا ہے۔ اسلام پر روشنی ڈالی۔ اور اسلام سے متعلق لٹریچر انہیں مطالعہ کے لئے دیا۔ اسی طرح اسکاٹ لینڈ (یورپ) سے آئے ہوئے ایک انجینئر اور ان کی اہلیہ سے ملاقات ہوئی۔ تعارف کے بعد مذہبی عبادات کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ نہایت خندہ پیشانی سے صاحب موصوف گفتگو کرتے رہے۔

تقاریب میں شمولیت

عرصہ زیر رپورٹ میں گورنر صاحب سبا کی طرف سے دی گئی پارٹیوں میں دو بار شمولیت کا موقعہ ملا۔ ہر دو مواقع پر گورنر صاحب ان کی بیگم صاحبہ چیف منسٹر صاحب ان کی بیگم صاحبہ۔ اور دیگر وزراء اور بعض معززین شہر سے ملاقات ہوئی۔ گورنر صاحب سے کافی دیر تک گفتگو رہی۔ اسی طرح چیف منسٹر صاحب اور دیگر وزراء نہایت خندہ پیشانی سے حالات دریافت کرتے رہے۔ اس موقعہ پر میڈیکل لائن کے ایک سرکاری عہدیدار سے عیسائیت اور اسلام کے موضوع پر تبادلہ خیالات ہوا۔

ایک بائیبل کلاس میں شامل ہونے کی دعوت ملی۔ یہ کلاس دراصل عیسائیوں کے ایک فرقہ کی عبادت تھی۔ یہ لوگ کسی خاص عبادت گاہ کے قائل نہیں اور نہ ہی عبادت کے لئے اتوار کے روز کو مخصوص کرنے کے پابند ہیں۔ عقیدۂ تثلیث کے بھی اس پہلو کے قائل نہ تھے کہ تین ایک اور ایک تین ہے۔ میں اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کلاس میں شامل ہوا۔ عبادت کے بعد میں نے پادری صاحب سے جو اٹلی کے رہنے والے تھے چند سوالات دریافت کرنے کی اجازت حاصل کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کے بارہ میں ایک دو سوالات دریافت کئے۔ جن کا وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے بالآخر خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے یہ ساری باتیں آپ کو یکدم سمجھ نہیں آسکتیں۔ آپ التزام سے اس کلاس میں شمولیت فرماتے رہیں۔ یہ مسائل خود بخود آپ پر حل ہو جائیں گے۔

تبلیغ دوران سفر

عرصہ زیر رپورٹ میں راناؤ کا سفر کیا۔

۱۔ راناؤ کے ڈی۔او صاحب کے دفتر میں حاضر ہو کر ان سے ملاقات کی۔ وہ مسلمان تھے اس لئے احمدی اور غیر احمدی میں فرق کے مسئلہ پر گفتگو ہوتی رہی۔

پہلے تو آپ نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ ہماری نمازیں۔ روزہ۔ حج وغیرہ عبادات وہی ہیں جو مسلمان بجا لاتے ہیں۔ قرآن کریم بھی وہی ہے۔ اسلام بھی وہی ہے۔ اس کے بعد اختلافی مسائل زیر بحث آئے۔ غرض دو گھنٹہ تک ان سے یہ دلچسپ گفتگو رہی۔ بعد ازاں احمدیت سے متعلق لٹریچر اور قرآن کریم انگریزی کی ایک کاپی انہیں تحفۃً پیش کی گئی۔ انہوں نے بڑے خلوص سے شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔ جماعت کے احباب کے علاوہ شہر کے دیگر معززین سے بھی ملاقاتیں کیں اور مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔

۲۔ لابوان کا سفر اختیار کیا۔ اور دوران سفر جہاز میں ایک مدراسی مسلمان تاجر اور چند ہندو مدراسیوں سے ملاقات ہوئی۔ مسلمان تاجر سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اسے بھی لٹریچر مطالعہ کیلئے دیا۔

۳۔ ٹیلپوک کا سفر اور ٹیلپوک سے فاصلہ پر ٹالامان ایک پہاڑی مقام تک پیدل سفر کر کے جماعت کے احباب سے ملاقات کی جماعت کے کاموں سے متعلق ہدایات دیکر واپس جیلسٹن اسی شام آگیا۔

۴۔ Tampomli کا سفر کیا اور چند ٹیچروں کو پیغام حق پہنچایا۔ اس موقعہ پر ایک انگریز خاتون کو عیسائی عقائد پر چند سوالات کر کے ان کے جواب دینے کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن اس نے خاموشی ہی اختیار کئے رکھی۔

۵۔ Kuli Belud ایک پہاڑی مقام کا سفر کیا۔ اور اسسٹنٹ اگریکچرل آفیسر کے بنگلہ پر رات بسر کی۔ یہ صاحب عیسائی تھے۔ پیدائشی طور پر ملائی تھے لیکن والدین ہندوستانی تھے اور مدراس کے رہنے والے ہیں۔ اسی لئے ہندوستانی مشہور تھے۔ آپ سے عیسائی عقائد پر تفصیلاً گفتگو رہی۔ آپ کے دفتر کے ہیڈ کلرک جو عیسائی تھے۔ اس گفتگو میں شریک رہے۔ بعد ازاں عیسائیت کے رد اور اسلام کی تائید میں لٹریچر دیا گیا۔ جسے خوشی سے انہوں نے قبول کیا۔ اسلام کے متعلق تعلیمات سن کر خوشی کا اظہار کیا لیکن عیسائی ماحول، تمدن، معاشرت۔ اور خیالات اپنے پختہ تھے کہ ان میں فوری تبدیلی ممکن نہیں۔

اس مقام پر ایک گورنمنٹ سیکنڈری جونیئر سکول ہے۔ جہاں ملک کے مختلف حصوں سے طلباء آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس سکول کے ہوسٹل میں راناؤ کے طلباء (مسلمان۔ عیسائی اور مشرک) سے ملاقات کی اور مختلف مسائل اسلام اور احمدیت کے انہیں سمجھائے عیسائی عقائد اور بے دینی پر بھی ان کے سامنے روشنی ڈالی۔ اس سے قبل بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ شہر کے دیگر بعض معززین سے بھی ملاقات ہوئی۔ واپسی پر سفر میں اسی مقام کے دو ٹیچروں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ احمدیہ موومنٹ اور ریویو آف ریلیجنز کے بعض رسائل مطالعہ کیلئے دیئے۔

تبلیغ بذریعہ تقسیم لٹریچر

عرصہ زیر رپورٹ میں پبلک لائبریری لابوان کے لائبریرین صاحب کو قرآن کریم انگریزی کی ایک جلد لائبریری میں رکھنے کے لئے دی اور ریویو آف ریلیجنز کا رسالہ ہر ماہ ان کو بھجوا دیا جاتا ہے۔ لٹریچر جو اس عرصہ میں تقسیم کیا گیا اس کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے:۔

قرآن کریم انگریزی۔ احمدیہ موومنٹ۔ نظام نو۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔ حضرت مسیح کہاں فوت ہوئے۔ چشمہ مسیحی۔ گناہ سے کیسے نجات حاصل ہو۔ کفارہ۔ عیسائیت پر تبصرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے بہی خواہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی آزادی کے علمبردار۔ اسلام کیا ہے۔ اسلام ہماری تعلیم۔ اسلامی تعلیم انسان کے اخلاق کے متعلق۔ اسلام شاہراہ ترقی پر۔ اسلام افریقہ میں۔ ہمارے بیرونی مشنز۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ ریویو آف ریلیجنز وغیرہ کتب لوگوں کو مطالعہ کے لئے دی گئیں۔

نو احمدی احباب کی تربیت کے سلسلہ میں خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر اسلام اور احمدیت کی بنیادی تعلیم اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی جاتی رہی۔

قارئین کرام دعا فرمادیں مولا کریم ان لوگوں کے سینوں کو کھول دے اور حق قبول کرنے کی سعادت سے نوازے۔ اور احمدیت کے اس خادم کو صحیح روح اور حقیقی جذبہ کے تحت اس فریضہ کی ادائیگی کی بہتر سے بہتر رنگ میں توفیق عطا فرمائے۔ حقیر کوششوں میں برکت ڈال دے۔

آپ کی دعاؤں کے مستحق

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید

وقف جدید کی طرف سے یہ تحریک کی گئی تھی کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مخلص نوجوان اپنے وقت کا کچھ حصہ دفتری کام کے لئے وقف کریں چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ اور تقریباً پندرہ روز نہایت ہی خلوص اور محنت کے ساتھ خدمت دین سرانجام دی۔

نہ صرف دفتر کے اوقات میں باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے بلکہ صبح ساڑھے چھ بجے سے لے کر رات کے گیارہ بجے تک انتھک محنت کے ساتھ مفوضہ فرائض بجا لاتے رہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان مخلصین کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو کثرت سے ایسے کارکنان عطا فرمائے۔ آمین

(۱) مکرم پروفیسر سعید اللہ خاں صاحب صدر شعبہ اعداد و شمار۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ (۲) مکرم نسیم الدین صاحب متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ (۳) مکرم بشیر الدین صاحب متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ (۴) ملک مبارک احمد صاحب، مجوکہ ملتان۔ (۵) ملک مبارک احمد صاحب منٹگمری۔ (۶) مکرم وسیم احمد صاحب طاہر۔ ربوہ۔ (۷) مکرم مسعود احمد صاحب ابن حافظ مبارک احمد صاحب ربوہ۔ (۸) مکرم مرزا محمود احمد صاحب نارووال متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ (۹) مکرم مجید احمد صاحب متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

ان کے ساتھ ہی وقف جدید کے مندرجہ ذیل کارکنان خاص طور پر زائد وقت دیکر کام کرتے رہے ہیں۔ اور آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

(۱) مکرم جمعدار شرافت احمد خاں صاحب۔ (۲) مکرم ملک رشید احمد صاحب طیب۔ (۳) مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب۔ (۴) مکرم شریف احمد صاحب۔ (۵) مکرم محمد صدیق صاحب۔

ابھی رخصتوں کے ایام باقی ہیں اور واقفین کے ستے دستے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص حساب سے اچھی واقفیت رکھنے والے اور نقشہ نویسی کا کام جاننے والے نوجوان توجہ فرمائیں۔

سیّد نیاز محمد خانصاحب کی وفات

سیّد نیاز محمد خانصاحب ولد سیّد غلام محمد خاں صاحب مرحوم جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے باڈی گارڈ رہ چکے تھے مورخہ ۴؍۷؍۶۴ کو پونے پانچ بجے صبح ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم میرے حقیقی ماموں تھے اور کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد اب تقریباً صحت یاب ہو چکے تھے۔ مورخہ ۲؍جولائی کو خاکسار اور خاکسار کی والدہ کی معیت میں براستہ پشاور افغانستان کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرمی، سفر کی تھکن اور نقاہت کی وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی۔ اور بھلوال سے آگے جا کر بخار ہو گیا۔ لالہ موسیٰ کے سٹیشن پر انہیں اتار لیا گیا اور ریلوے کے عملہ کی مدد سے ریلوے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ڈاکٹر انچارج ریلوے ہسپتال لالہ موسیٰ نے بڑی توجہ سے علاج معالجہ کیا مگر بے ہوشی طاری رہی۔ بخار ۱۱۰ ڈگری تک پہنچ گیا۔ بالآخر انہیں ٹرک پر لالہ موسیٰ سے ربوہ پہنچایا گیا اور ۳؍جولائی چھ بجے شام ربوہ پہنچتے ہی دوبارہ فضل عمر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا جہاں تیس گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد صبح پونے پانچ بجے ۵۴ سال کی عمر میں انہوں نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

مرحوم موصی تھے۔ چار جولائی کو بعد نماز عصر محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں کثیر احباب شامل ہوئے اور اسی روز مرحوم کو ساڑھے چھ بجے شام بہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن کر دیا گیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

میں جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ کے سکرٹری مال چوہدری عبد الحق صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ٹرک وغیرہ کے انتظام میں ہمارے ساتھ بے حد تعاون کیا۔ نیز ریلوے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحبان اور عملہ اور ریلوے سٹیشن لالہ موسیٰ کے اے۔ ایس۔ ایم اور دیگر سٹاف کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس پریشانی میں ہماری مدد کی اور ہر ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(مرزا نصیر احمد ابن مرزا محمد حسین صاحب چٹھی مسیح بیت السّبُوحؔ دار الصدر غربی ربوہ)

ضرورت انسپکٹران مال

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو انسپکٹران مال کی فوری ضرورت ہے۔ درخواست دہندگان میں درج ذیل قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) دیندار۔ مخلص اور مستعد ہو۔ (۲) تقریر کر سکتے ہوں۔ (۳) تعلیم کم از کم میٹرک یا مولوی فاضل ہو۔

تنخواہ:- ۹۰/- روپے ماہوار علاوہ ازیں سفر خرچ حسب قواعد۔

صرف وہی دوست درخواست دیں جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں اور محنت کے عادی ہوں۔

درخواستیں بارہ جولائی تک امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ مطلوب ہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پتہ مطلوب ہے:-

(۱) مکرم دوست محمد صاحب پٹواری جو پہلے ویر سٹریٹ مکان نمبر ۳ گوالمنڈی لاہور میں رہائش رکھتے تھے۔ ان کے موجودہ پتہ کی نظارت ہذا کو ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو اُن کا موجودہ ایڈریس معلوم ہو یا پٹواری صاحب موصوف خود اس اعلان کو پڑھیں تو نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(۲) مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب ساکن ونگے چک ۱۰۵ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کے موجودہ ایڈریس کی نظارت ہذا کو فوری ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو یا چوہدری محمد عبد اللہ صاحب خود اس اعلان کو پڑھیں تو ایڈریس سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(۳) مکرم سید مہدی حسین شاہ صاحب ایگزیکٹو انجنیئر جو پہلے نواب شاہ سندھ میں ہوتے تھے اُن کے موجودہ پتہ کی نظارت ہذا کو ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو اُن کا ایڈریس معلوم ہو یا شاہ صاحب موصوف خود اس اعلان کو پڑھیں تو ایڈریس سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کا بھتیجا سیف اللہ خان سیف ۲۶ سالہ ہونہار۔ نوجوان۔ بجلی کے ایک حادثہ میں مورخہ ۳؍۷؍۶۴ کو فوت ہو گیا ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بزرگان سلسلہ سے عزیز کی مغفرت اور پسماندگان کو اس صدمہ میں صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار (چوہدری) غلام رسول بی۔ اے۔ بی ٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر کا سالانہ اجتماع

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور دیگر علماء سلسلہ کی تشریف آوری

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر کا سالانہ اجتماع ۱۲-۱۳ جون ۱۹۶۴ء بمقام کنری منعقد ہوا۔ پروگرام کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ۔ مکرم مولوی رحمت اللہ خانصاحب شاہد ۱۲؍جون کو ۱/۲ ۱۲ بجے دوپہر کی گاڑی سے تشریف لائے۔ بارش کے باوجود خوش آمدید کہنے کے لئے کنری کے اکثر خدام اور انصار مکرم امیر صاحب مقامی کی معیت میں اسٹیشن پر موجود تھے۔

اجتماع کا پروگرام شروع ہونے سے قبل محترم صاحبزادہ صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔ باوجود موسم کی خرابی کے گردونواح کے بہت سے احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن کو آپ نے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۔۔۔۔۔ الخ کی تفسیر فرماتے ہوئے۔ فحشاء۔ منکر اور بغاوت کے طریقوں کو چھوڑ کر عدل۔ احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

ساڑھے چار بجے بارش کے دوران اجتماع کا پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم۔ نظم اور عہد دہرانے کے بعد صدر محترم نے اجتماع کے پروگرام کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔۔۔۔۔ الخ کی تفسیر فرماتے ہوئے خدام کو زریں نصائح سے نوازا اور خصوصی طور پر خدام کو:-

(۱) خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل کرنے۔ (۲) مجاہدہ نفس اور اصلاح وارشاد کی طرف خصوصی توجہ دینے۔ (۳) باہمی اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس خطاب کے بعد اجتماعی دعا سے اجتماع کے پروگرام کا افتتاح فرمایا۔

اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ کروایا گیا جس میں ۱۴ خدام اور ۱۶ اطفال نے حصہ لیا۔ خدام میں سے عنایت اللہ صاحب کریم نگر اوّل۔ ملک کریم الدین صاحب حیدرآباد دوم آئے اور اطفال میں سے شمس الحق صاحب کنری اوّل اور مطیع اللہ صاحب ناصر آباد اسٹیٹ دوم قرار دیئے گئے۔

دوسرا اجلاس ۱/۲ ۸ بجے شام شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا اور مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ نے نماز باجماعت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

اگلے روز صبح چار بجے باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ نے قرآن کریم کا درس دیا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد تقریری مقابلہ ہوا جس میں صباح الدین صاحب محمد آباد اوّل اور ملک کریم الدین صاحب حیدرآباد دوم آئے۔ رات بھر تیز ہوا اور بارش ہونے اور دوپہر تک مطلع صاف ہوتے نہ دیکھ کر دوپہر کو پروگرام ختم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ کیونکہ طوفان سے آمدورفت کے ذرائع میں بھی تعطل پیدا ہو رہا تھا۔ دوسرے اُس وقت کے حالات کے پیشِ نظر بہتر یہی تھا کہ خدام جلد از جلد اپنے گھروں میں پہنچ کر طوفان سے پیدا شدہ حالات سے نپٹیں۔

۱/۲ ۱۱ بجے کے قریب بارش میں محترم صدر صاحب تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے قبل مکرم مولوی رحمت اللہ خاں صاحب "خلافت" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ حضرت میاں صاحب کی صدارت میں مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ نے خدام کو سینما بینی سے بچنے اور اولاد کی تربیت کرنے کی خدام کو تلقین فرمائی۔ بعدہٗ حضرت صدر صاحب نے خدام کو خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا وارث بننے کے لئے اصلاح نفس کی تلقین فرمائی۔ اور توجہ دلائی کہ خدام اپنی زندگیوں کو اسلام اور احمدیت کے حقیقی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کریں اور اسلام اور احمدیت کا صحیح نمونہ پیش کریں۔ آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر زندہ خدا کی زندہ تجلیات حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح خلافت سے وابستگی کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور ۱/۲ ۱۲ بجے اجتماع کا پروگرام ختم ہوا۔ بعد مصافحہ جانے کی اجازت دی۔

(قائد ضلع تھرپارکر)

صدقہ اور اجتماعی دُعا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے لجنہ اماء اللہ پشاور نے بمرات کہ انفرادی دعا کی تحریک کرنے کے علاوہ صدقہ اور اجتماعی دعا کا بھی پروگرام بنایا۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ میں تین بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے اور غرباء میں ان کا گوشت تقسیم کیا گیا۔ اور تین جولائی بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اجتماعی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسارہ امۃ الباسط بشریٰ لجنہ اماء اللہ پشاور)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں :-

" اس وقت چونکہ سلسلہ کو فوری طور پر بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت (صدر انجمن احمدیہ) داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے لوگ صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے" ...

" پھر بعض دفعہ لوگ بچوں کی تعلیم کے لئے روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں کے لئے روپیہ جمع کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لڑکے اور لڑکیاں جوان نہ ہوئے ہوں اور ان کو دو چار سال بعد اس روپیہ کی ضرورت پیش آنے والی ہو۔ ایسے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ یہ روپیہ جماعت کے خزانہ میں جمع کرائیں"

میں امید کرتا ہوں کہ احباب سے جس قدر جلد ممکن ہو سکا حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا دیں گے۔

(افسر خزانہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ

چھٹیوں میں بھی کھلا رہے گا۔

بہنوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نصرت انڈسٹریل سکول موسم گرما میں بھی کھلا رہے گا جو لڑکیاں پرائیویٹ طور پر ہر دو ماہ کی رخصتوں میں سلائی۔ کٹائی مشین امبرائڈری۔ ننٹنگ لیدر ورک ہینڈ امبرائڈری سیکھنا چاہتی ہیں وہ اس ماہ کی پندرہ تاریخ تک اگر ضرور داخلہ حاصل کر لیں۔

(ہیڈ مسٹریس)

درخواست دعا

عزیزم سید عبداللہ شاہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک جھمرہ ضعف دل سے بیمار ہیں۔ بعض اوقات شدید دورہ پڑتا ہے اور بے ہوشی ہو جاتی ہے بہت بے چینی ہے احباب جماعت دعا فرمائیں کہ مولا کریم صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

حکیم عبدالرحمن شاہ محلہ دار الرحمت غربی۔ ربوہ

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب کے خطوط

بقیہ صفحہ اوّل

طرف سے پیش ہوا اور نہ میں نے ان کی نمائندگی کی۔ باؤنڈری کمیشن کے سامنے احمدیوں کی نمائندگی شیخ بشیر احمد جو گزشتہ دنوں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج رہ چکے ہیں انہوں نے کی تھی۔

مضمون کی تیسری قسط کے آخری سے پہلے کالم میں صاحب مضمون نے بیان کیا ہے کہ وہ یہ کبھی نہیں سمجھ سکے کہ احمدیوں نے علیحدہ محضر کیوں پیش کیا یہ شیخ بشیر احمد یا جماعت احمدیہ کے کسی اور با اختیار نمائندے کا کام ہے کہ وہ اس کی وضاحت کرے تاہم میں از اول تا آخر یہی سمجھتا ہوں کہ احمدیوں نے علیحدہ محضر مسلم لیگ کی درخواست اور اس کے مشورہ کے ساتھ پیش کیا تھا انھوں نے مسلم لیگ کے کیس کی پوری پوری تائید کی تھی اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ اس وقت غیر مسلموں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ چونکہ بعض مسلمان احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اس لئے مسلمان اس دعوے میں سچے نہیں ہیں کہ ضلع گورداسپور میں وہ اکثریت میں ہیں کیونکہ اس صورت میں کہ احمدیوں کو مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے ضلع میں مسلمان اکثریت میں نہیں رہتے تاہم جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے بارہ میں ایک ایسا شخص ہی صفائی پیش کر سکتا ہے جسے احمدیوں کی طرف سے حقائق پیش کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد اور اس حال میں کہ میں یورپ میں بیٹھ کر یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں میرے لئے معاملہ کے اس پہلو سے متعلق اصل صورت حال کو جامعیت کے ساتھ ذہن میں لانا مشکل ہے۔

محمد ظفر اللہ خان

انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس۔ دی ہیگ

محترم شیخ بشیر احمد صاحب کا خط

جناب عالی!

مسٹر منیر کے معلومات افزا مضمون میں جماعت احمدیہ کا بھی ذکر آتا ہے۔ یہ ذکر جس رنگ میں کیا گیا ہے وہ اس امر کا متقضی ہے کہ جواباً تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کر دیا جائے۔

باؤنڈری کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کا اعزاز میرے حصہ میں آیا تھا۔ مجھے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں یہ پڑھ کر سخت پریشان ہوا کہ مسٹر منیر کو اس بات کا علم نہیں کہ جماعت احمدیہ نے اپنا کیس الگ کیوں پیش کیا تھا۔ اگر وہ اپنے مضمون برائے اشاعت اخبار میں بھیجنے سے پہلے مجھ سے استفسار کر لیتے تو غلطی کے امکان کو آسانی دور کیا جا سکتا تھا حکومت برطانیہ نے باؤنڈری کمیشن کے روبرو پیش ہونے کے لئے صرف تین فریق تسلیم کئے تھے۔ یعنی کانگرس، مسلم لیگ اور سکھ۔ احمدیوں کا ان میں کوئی ذکر نہ تھا۔ سکھوں کی طرف سے پیش کردہ میمورنڈم میں یہ استدلال پیش کیا گیا تھا کہ چونکہ گورو گوبند سنگھ کی جائے پیدائش (گوبندپور) گورداسپور میں واقع ہے اس لئے اس خاص امر کا لحاظ رکھنے سے مسلمانوں کی ۵۱/۴ فیصد کی اکثریت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے مسٹر ریڈ کلف کے دائرہ کار میں یہ بات شامل تھی کہ وہ مسلم اکثریت کے علاقوں کو غیر مسلموں کے علاقوں سے الگ کر کے ان کی حد بندی کر دیں۔ اس کام کی انجام دہی میں انھیں یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دیگر عوامل کو بھی ملحوظ رکھیں۔ سکھوں کی طرف سے یہ دلیل اسی بنیاد پر ہی پیش کی گئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اس امر پر زور دیا کہ صورت حال کا یہ ایک پہلو ہی اپنی ذات میں اتنا اہم ہے کہ محض اس بناء پر ہی ضلع گورداسپور کو پاکستان کی بجائے انڈین یونین میں شامل کرنا ضروری ہے اس دعویٰ کو بے اثر کرنے کی غرض سے اس کے بالمقابل ایک اور دعوےٰ پیش کرنے کے لئے مسلم لیگ نے یہ فیصلہ کیا کہ جماعت احمدیہ کو علیحدہ ایک محضر پیش کرنا چاہیئے اور اس بات پر بھی آمادگی ظاہر کی کہ وہ اپنے حصے کے مقررہ وقت میں سے ۴۵ منٹ فارغ کر دے گی تاکہ میں باؤنڈری کمیشن سے خطاب کر سکوں۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان مسلم لیگ کی طرف سے پیش ہوئے تھے انھوں نے جماعت احمدیہ کے خصوصی دعوے کے بارہ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

سرکاری ریکارڈ دیکھ کر یہ امر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیش کردہ تحریری محضر میں ایک خاص نکتہ یہ پیش کیا گیا تھا کہ قادیان ایک فعال بین الاقوامی اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے جہاں سے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی جا رہی ہے۔ مزید برآں جماعت احمدیہ کے بانی کا مزار قادیان میں ہے اس لئے قادیان دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے ایک مقدس مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ پوری شدت کے ساتھ اس امر پر زور دیا گیا کہ گورداسپور کا ضلع نہ صرف ۵۱ء۴ کی مسلم اکثریت کی بناء پر ہی نہیں بلکہ اس بناء پر بھی لازمی طور پر پاکستان میں شامل کیا جائے۔ جب میں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے کیس پیش کیا تو جسٹس تیجا سنگھ نے مجھ سے ایک سوال پوچھا۔ جس کا میں نے جواب دیا یہ امر مفید ہو گا کہ میں وہ سوال اور اس کا جواب یہاں دہرا دوں۔

مسٹر جسٹس تیجا سنگھ:۔
مسٹر بشیر احمد دیگر مسلمانوں کے تعلق میں آپ کی جماعت کی کیا پوزیشن ہے؟

شیخ بشیر احمد:۔ مائی لارڈز! ہم اوّل بھی مسلمان ہیں اور آخر بھی مسلمان ہیں۔ اور ہم اسلام ہی کا ایک حصہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ سوال اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مجھ سے جواباً ایسی بات کہلوائی جائے جو مسلم لیگ کے مفاد کے خلاف ہو اور جس میں باہمی اختلافات پر زور دیا گیا ہو۔ اس سے انہیں یہ دلیل ہاتھ آجاتی کہ اگر مذہبی جذبات کی روشنی میں بھی جائزہ لیا جائے تو گورداسپور میں آبادی کی اکثریت مسلم لیگ کے حق میں نہیں ہے کیونکہ احمدی گورداسپور میں بہت معقول تعداد میں تھے۔ بحث میں مسٹر جسٹس تیجا سنگھ نے یہ کہہ کر کہ پنجاب میں تو مسلمانوں کے اور بھی بہت سے مزارات اور خانقاہیں وغیرہ ہیں جگہ کے تقدس کی بنیاد پر پیش ہونے والے دعوے کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی۔ سرکاری ریکارڈ سے میرے اس بیان کی تصدیق ہو سکتی ہے کہ میں نے کمیشن کے سامنے اس بات کو بڑی شدّ و مد کے ساتھ پیش کیا کہ قادیان اور دوسرے مقدس مقامات میں فرق ہے کیونکہ قادیان وہ واحد مرکز ہے جہاں سے منظم بنیادوں پر تمام جہان میں اسلام کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ بحث کے دوران میں نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر قادیان کو انڈین یونین میں شامل کیا گیا تو وہاں سے ہونے والی تبلیغی جد و جہد کو شدید نقصان پہنچے گا۔

میں یہ وضاحت کسی قدر تاخیر سے بھیج رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ریکارڈ کی اُن نقول کو جو میرے پاس تھیں دیکھنا چاہتا تھا لیکن پتہ یہ چلا کہ ایک دوست یہ نقول لے گئے تھے اور پھر انہوں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ انہیں واپس بھی کریں۔ تاہم میں نے اتنی احتیاط کی ہے کہ نوٹس کا خواجہ عبدالرحیم بیرسٹرایٹ لاء کے ساتھ مل کر مقابلہ کر لیا ہے ان کی یادداشت بھی میری یادداشت کی تصدیق کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر منیر کے بیان سے عوام کے ذہنوں میں اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہو گی تو وہ میری اس تحریر سے دُور ہو جائے گی۔

شیخ بشیر احمد۔ لاہور

(پاکستان ٹائمز لاہور ۸۔ جولائی سنہ ۱۹۶۲ء صـ۶)

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ رحمت بلاک ربوہ

مورخہ ۹، ۱۰۔ جولائی بروز جمعرات و جمعہ رحمت بلاک کے خدام اور اطفال کا اجتماع مسجد غلہ منڈی میں منعقد ہو رہا ہے جس کا افتتاح بروز جمعرات ½ ۵ بجے بعد نماز عصر مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر مہتمم تربیت فرمائیں گے۔ اختتامی اجلاس بروز جمعہ بعد نماز مغرب محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہو گا۔ رحمت بلاک کے خدام و اطفال اس میں ضرور شریک ہوں۔

خاکسار منصور احمد عمر

سیکرٹری اجتماع رحمت بلاک مجلس خدام الاحمدیہ۔ ربوہ

چاول کی کاشت

اس عنوان کا ایک پمفلٹ محکمہ زراعت نے شائع کیا ہے جو بڑا مفید ہے اور چاول کی کاشت کے متعلق مکمل معلومات اس میں جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتابچہ مفت ملتا ہے۔ آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ سے منگوا لیں:۔

دفتر زراعت نامہ۔ سمن آباد۔ لاہور

(ناظر زراعت)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴